محمد اشرف علی ناظم اطلاعات و نشریات
عالمی مجلس تحفظ حقوق اہلسنت و جماعت

محرم میں فسادات کیوں؟

ماہ محرم کے احترام کے پس منظر میں بڑی فکر انگیز یادیں پنہاں ہیں، مگر یہ مبارک مہینہ ہماری قومی زندگی کے لئے ہر سال ایک چیلنج بن کر آتا ہے، اس کے طلوع ہوتے ہی امن کمیٹیاں قائم ہوتی ہیں۔ انتظامیہ ہنگامی بنیادوں پر "متوقع خطرات" سے نپٹنے کی تیاریاں کرتی ہے۔ امن و امان بحال رکھنے کی ضرورت پر زور دیا جاتا ہے، اخبارات کے صفحات سیاہ کر دیئے جاتے ہیں کہ دیکھئے کوئی ایسا قدم نہ اٹھنے پائے جس سے کہ ہماری قومی زندگی کسی بحران سے دوچار ہو! مگر تقریباً ہر سال محرم الحرام میں ملک کے مختلف مقامات پر اشتعال، تصادم اور خونریز ہنگاموں کی آگ بھڑک اٹھتی ہے کئی قیمتی جانیں ضائع ہوجاتی ہیں اور منافرت و کشیدگی کی ہولناک صورتحال فروغ پذیر ہوتی رہتی ہے۔ ایسا کیوں؟

یہ سوال ہر ذہن میں پیدا ہوتا ہے کہ ماہ رمضان المبارک میں ایسا نہیں ہوتا، ربیع الاول میں یہ خونریز روایات قائم نہیں ہوتیں۔

تو محرم الحرام میں ایسا کیوں ہوتا ہے؟

ظاہر ہے یہ اس لئے پیدا ہوتا ہے کہ رافضی اور سبائی ٹولہ ماہ مبارک کو اپنے سیاسی عزائم کی تکمیل اور اپنی سیاسی قوت کے بھرپور مظاہرہ کے لئے استعمال کرتے ہوئے دوسروں کے اکابر کی پگڑیاں اچھالتا ہے، بے ہنگم جلوسوں میں خنجر، تلوار اور چھریوں یا آتشیں اسلحہ کی موجودگی قیام امن یا بھائی چارہ کے لئے تو نہیں ہوتی خنجر و تلوار سے زخم لگائے جاتے ہیں مٹائے تو نہیں جاتے۔

چنانچہ 98 فیصد آبادی پر بمشکل دو فیصد آبادی یلغار کرتی ہے۔ اسلام کے کچھ مقدس کرداروں کی محبت کی آڑ میں باقی تمام اساسی اور اسلام کے نمائندہ کرداروں، حضرات صحابہ کرام کو اشاروں، کنایوں، کبھی کبھی بالکل واضح بدزبانی کا نشانہ بنایا جاتا ہے اور یہ سب کچھ پولیس کے مسلح پہرہ میں ہوتا ہے۔ اہلسنت و جماعت اس ملک کی واضح اکثریت ہونے کے باوجود یہ سب کچھ برداشت کرنے پر مجبور کر دیئے جاتے ہیں، کہ "رواداری ہونی چاہیئے، ہر شخص کو مذہبی آزادی کا حق ملنا چاہیئے صبر اور برداشت کا مظاہرہ ہونا چاہیئے" مگر یہ ساری تلقین نہتے اور شریف اہلسنت کے لئے۔ کوئی ان سے نہیں کہتا نہ ٹکلویں عیاں ہوکر

نتیجہ آپ کے سامنے ہے کہ مذہب کی آڑ میں نکلنے والے ان خون آشام جلوسوں نے منافرت، تصادم اور بدامنی و فساد کا وہ ریکارڈ قائم کیا ہے کہ آج ہر شخص یہ سوچنے پر مجبور ہوگیا ہے کہ انجام کیا ہوگا؟

گزشتہ سالوں میں مسلسل حسب سابق اندیشوں اور خطرات کے مہیب سائے محرم الحرام کے ساتھ آئے اور تخریب و ہلاکت کے ہولناک واقعات میں اضافہ کر کے چل دیئے۔ ڈیرہ اسماعیل خان، لیہ، مخدوم پور، چکوال، جھنگ، ڈیرہ غازیخان، لاہور اور ملک کے دیگر مقامات پر جو کچھ ہوا، وہ ہماری قومی تاریخ میں دردناک باب کا اضافہ ہے۔ درجنوں نہتے اور مظلوم مسلمانان اہلسنت کی جانیں لی گئیں اور سینکڑوں زخمیوں سے ہسپتال بھر گئے بعض

مقامات پر فوج کو مداخلت کرنا پڑی اور کرفیو تک نوبت آئی۔ ورنہ یہ خونریز واقعات کہاں تک لے جاتے یہ سب پر واضح ہے۔ ان تلخ تجربات کے تجزیاتی نتائج صرف اسی ایک نقطہ پر پہنچتے ہیں کہ۔ علاج صرف یہی ہے ملک کی 98 فیصد آبادی کے جمہوری اور اصولی استحقاق کو تسلیم کیا جائے اور اقلیتی آبادی کی طرف سے نکلنے والے ان خون آشام جلوسوں کو سڑکوں، شاہراہوں پر لاکھڑا کرنیکی خطرناک روش ترک کرکے انہیں اپنی عبادت گاہوں تک محدود کردیا جائے۔ اگر ضروری ہو تو وفاقی شرعی عدالت میں یہ مسئلہ پیش کرکے اس کی شرعی حیثیت معلوم کرلی جائے کہ آیا مروجہ ماتمی جلوس قرآن وسنت، اقوال واعمال صحابہ و آئمہ کرام یا اسلام کے قرون اولیٰ سے اپنا کوئی شرعی جواز رکھتے ہیں۔ ایسے تمام لٹریچر پر فوری پابندی عائد کردی جائے جس میں اکابر اسلام، حضرات صحابہ واہلبیت کی شان میں گستاخی کا سواد موجود ہو۔

پاکستان میں اتحاد و رواداری کی دہائی دیکر اپنے فرقہ وارانہ کردار کی ترویج واشاعت کرنے والوں کے لئے ایران کی اکثریتی آبادی کے معیار کو بنیاد بنایا جائے، وہاں اس نے 40 فیصد اہلسنت وجماعت کو کیا حقوق دیئے ہیں۔

کیا وہاں اہلسنت کے بچوں کو تعلیمی اداروں میں جداگانہ نصاب دینیات کا حق حاصل ہے؟

کیا ایران میں یوم صدیق اکبر، یوم فاروق اعظم، یوم عثمان غنی، یوم امیر معاویہ منانے کی اجازت ہے؟

کیا تہران کے 20 لاکھ مسلمانان اہلسنت کو چھوٹی سی مسجد بنانے کی اجازت دی گئی ہے؟

کیا وہاں کے دستور میں کسی سنی مسلمان کے برسراقتدار آنے کی گنجائش ہے؟ اگر نہیں ہے اور یقیناً ایسا نہیں ہے تو پاکستان میں اس معیار کو تسلیم کرنے سے گریز کرنا انصاف وعدل کے سراسر منافی ہوگا

شیزان کی تمام مصنوعات کا بائیکاٹ کیجئے!

یاد رکھئے! ہم مسلمان ہیں اور مرزائی کافر مرتد!

ہم اگر اُن کی مصنوعات استعمال کریں گے تو وہ ہمارے سرمائے سے ہمارے خلاف اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لئے آسانیاں پائیں گے،

فیصلہ آپ نے کرنا ہے۔ بائیکاٹ یا ——؟